ادارہ مباحث فقہیہ جمعیت علماے ہند کے حالیہ (مارچ سنہ ۲۰۲۱ ع) سولہویں فقہی سیمینار کا مختصر تعارف و روئیداد

بقلم

مفتی شکیل منصور القاسمی ، مفتی شمشیر حیدر قاسمی
مفتی مجتبیٰ حسن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام: مرکز البحوث الإسلامية العالمي

نام کتابچہ	:	سولھویں فقہی سیمینار کا مختصر تعارف و روئیداد
بقلم	:	مفتی شکیل منصور القاسمی مفتی شمشیر حیدر قاسمی مفتی مجتبیٰ حسن قاسمیؒ
صفحات	:	اڑتیس (38)
اشاعت	:	مئی 2021
ترتیب و تزئین	:	مسعود اعجازیؔ اورنگ آبادی
موبائل نمبر	:	(+91) 7387127358
باہتمام	:	مركز البحوث الإسلامية العالمي

ادراۂ مباحث فقہیہ جمعیت علماء ہند کا ایک ذیلی شعبہ ہے، جس کے تحت پیش آمدہ نئے مسائل پر اجتماعی غور و تدبر اور اخذ واستنباط کے ذریعے اصول شرع کی روشنی میں ان کا حل تلاش کیا جاتا ہے، اور ملت اسلامیہ کی صحیح رہنمائی کی جاتی ہے، اس سلسلے میں ادارۂ مباحث فقہیہ کی طرف سے ہر سال ایک فقہی اجتماع منعقد کیاجاتا ہے، جس میں اسرار قرآن و سنت کے واقفین اور رموز شریعت کے ماہرین علمائے دین اور مفتیان شرع متین درپیش مسائل کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھ کر شریعت کے معیار پر اسے جانچتے اور پرکھتے ہیں، پھر اس کے بارے میں اپنی تحقیق و جستجو کا نچوڑ پیش کردیتے ہیں، اس طرح اس مسئلہ کا شرعی حکم بالکل صاف اور بے غبار ہوکر ملت اسلامیہ کے سامنے آجاتاہے، اور اس پر بلا کسی شک و ارتیاب کے عمل کرنا سہل ہوجاتا ہے۔

سال رواں ادارۂ مباحث فقہیہ کا یہ اجتماع 17، 18،اور 19، مارچ 2021ء مطابق 3، 4، 5، شعبان 1442ھ بروز بدھ ،جمعرات اور جمعہ کو مدنی ہال مرکزی دفتر جمعیت علمائے ہند، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئ دہلی میں منعقد ہوا۔

ادارۂ مباحث فقہیہ کا یہ فقہی اجتماع دراصل سال گزشتہ ہی منعقد ہونا تھا؛ تاہم کرونا اور لاک ڈاؤن کی عالمگیر قہر مانیوں کی وجہ سے سال گزشتہ ملتوی کردیا گیا، اور سال رواں کرونا مہاماری کے اسی اتھل پتھل کے درمیان جمعیت علماء ہند کے مؤقر ، باعزم وباحوصلہ ذمہ داروں اور منتظموں نے نہایت ہی ہمت اور حوصلے کے ساتھ اس کے انعقاد کا حتمی فیصلہ کرلیا اور بالآخر اسے پایۂ تکمیل تک پہنچاہی دیا، غالبا ایسے ہی ارادے اور عزائم کی ترجمانی کرتے ہوئےجناب ساحرلدھیانوی نے کہا تھا:

ہزار برق گرے لاکھ آندھیاں اٹھیں
وہ پھول کھل کے رہیں گے جو کھلنے والے ہیں

اس سہ روزہ فقہی اجتماع میں اصالۃً جن تین موضوعات پر ارباب افتاء کی سیر حاصل پر گفتگو ہوئی، وہ یہ ہیں:

1،عقودالصیانہ (یعنی سروس کنٹریکٹ) کی مختلف صورتیں اور اس کا شرعی حکم۔

2: شرکت و مضاربت کی بعض قابل تنقیح صورتیں، اور اس کا شرعی حکم۔

3، سر پر بالوں کی افزائش و زیبائش کی بعض صورتیں اور اس کا شرعی حکم۔

ادارۂ مباحث فقہیہ کے فاضل منتظمین نے گزشتہ سال ان تینوں موضوعات سے متعلق چند اہم سوالات مرتب کرکے حضرات مفتیان کرام کی خدمت میں ارسال کردیا تھا، اور حضرات مفتیان کرام کی طرف سے ان سوالات کے جوابات بشکل مقالات سال گزشتہ ہی ادارۂ مباحث فقہیہ کو موصول ہوگئے تھے،ان سب مقالات کی تلخیص بھی یکجا کرکے اجتماع کے انعقاد سے چند ہفتہ قبل ہی ان مقالہ نگاروں کو ارسال کر دی گئی تھی، اب صرف اس تلخیص کو سامنے رکھ کر ہر ہر سوال پر کھلے ماحول میں بحث اور مناقشہ ہونا تھا؛ چنانچہ 17،مارچ بروز بدھ 4،بجے اس عالی شان اجتماع کی پہلی نشست ملت اسلامیہ ہند کےدلوں کی دھڑکن، قائد ملت اسلامیہ ہند، مخدوم معظم حضرت الاستاذ مولانا سید ارشد مدنی استاذ حدیث، و صدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند زید مجدہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی، جس میں مخدوم عالی مقام، حضرت امیر الہند مولانا وقاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری صدرجمعیت علمائے ہند و استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند نے افتتاحیہ کلمات پیش فرمایا۔ یہ افتتاحیہ کلمات پروگرام کے اغراض و مقاصد

اور اس کی تاریخی حیثیت پر مشتمل تھے، اس کے بعد حضرت صدراجلاس، اور ام المدارس مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے رکن شوری عالی مرتبت حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کشمیری دامت برکاتہم، حضرت مفتی عتیق احمد صاحب قاسمی بستوی استاذ ندوۃ العلماء لکھنؤ مدظلہ العالی اور حضرت مولانا انیس الرحمان صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ وغیرہم نے پروگرام کے تعلق سے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

دوسری نشست ۳،شعبان المعظم ۱٤٤۲ھ بروز چہار شنبہ بعد نماز مغرب منعقد ہوئی، اس نشست کا موضوع تھا **شرکت و مضاربت کی بعض شکلیں اور ان کا شرعی حکم** اس موضوع پر ادارہ مباحث فقہیہ کو کل ۷٤/مقالات موصول ہوئے تھے ، جن کی تلخیص مولانا مفتی اسد اللہ صاحب آسامی، اورمکرمی مولانا و مفتی مصعب صاحب قاسمی معین مفتیان دارالعلوم دیوبندنے کی تھی، تلخیص چالیس صفحات پر مشتمل تھی، اس لئے تلخیص کی خواندگی کا فرئضہ بھی انھی دونوں صاحبان نے مل کر ادا کیا، البتہ اخیرکے چند صفحات خطیب عصر، میرے رفیق درس حضرت مولانا ومفتی سید محمد عفان صاحب منصورپوری زید مجدہ نے مجمع کو پڑھ کر سنایا،اس کے بعد اسٹیج پر جلوہ فگن متعدد قابل قدر علمی شخصیات اور فقہ و فتاوی کی باریکیوں کے ماہرین نے موضوع سے متعلق تعارفی کلمات پیش کیے، پھر مناقشے اور مباحثے کا سلسلہ شروع ہوا، جس میں موضوع سے متعلق ایک ایک شق پر کھل کر بحث ہوئی، جس میں شرکاء کو اپنی تحقیق پیش کرنے کی مکمل آزادی تھی، یہی وجہ ہے کہ بعضے جزیئے میں باحثین نے دلائل کی روشنی میں اپنے اکابر واساتذہ کے اقوال کے خلاف رائے بھی پیش کی، اور اس سلسلے میں ذرہ برابر کوئی جھجک محسوس نہیں کی گئی اور نہ ہی ان مخلص اکابر میں

سے کسی نے اپنے خردوں کی اس جرات پر کسی طرح کی کبیدگی اور ناراضگی کا اظہار کیا، (اللھم انفعنا بعلومھم)

بحث وتمحیص کی تکمیل کے بعد چھ یا سات افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جنھیں یہ ذمہ داری دی گئی کہ مناقشہ کی روشنی میں زیر بحث مسئلہ کے احکام کے سلسلے میں تجاویز تیار کرکے اکابر ملت کے سامنے پیش کریں، چناں چہ مجوزین کی اس کمیٹی نے باہمی مذاکرے اور مباحثے کے بعد جو تجاویز طے کی ان کا ماحصل کچھ اس طرح ہے کہ:

حصول رزق کے لئے حلال ذرائع اختیارکرنا نہ صرف محمود ہے بلکہ مطلوب بھی ہے، حلال ذرائع اور جائز معاملات میں سے ایک اہم اور رائج ذریعہ و معاملہ شرکت و مضاربت ہے، جس کا جواز ادلہ اربعہ سے ثابت ہے، شرکت و مضاربت میں سماج و معاشرے کے افراد کو ایک دوسرے کے سرمائے اور صلاحیتوں سے نفع حاصل کرنے کے مواقع فراہم ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے ترقی کی راہیں ہر کسی کے لئے وا ہوتی نظر آتی ہیں، شرکت و مضاربت سے صحیح اور مفید نتائج کا حصول اس پر مبنی ہے کہ شرکاء باہم ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہوں، فریقین کےاندر صداقت و امانت داری کلی طور پر موجود ہو، جھوٹ، خیانت، اسی طرح غرر اور ضرر جیسے مذموم صفات سے فریقین دور ہوں، ان کے درمیان باہمی جذبۂ ایثار و ہمدردی موجزن ہو،یہی وہ بنیادی نقطہ ہے،جس پر شرعی شرکت ومضاربت کی بنیاد قائم ہے، اگر اعتماد میں اضمحلال ہو، جھوٹ اورفریب کی بو محسوس ہو، غرراورضرر کے روزن کھلے ہوں، تو شریعت اسلامی ایسی شرکت و مضاربت کو ممنوع قرار دے کر اس سے دوری بنائے رکھنے کی ہدایت

دیتی ہے، چناچہ اسی ضابطہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے، مندرجہ ذیل تجاویز پر شرکاء اجتماع نے اتفاق کیا:

(۱) جب بھی متعدد افراد ، مشترکہ طور پر کاروبار کا ارادہ کریں تو انہیں چاہیے کہ وہ شرعی اصول وضوابط کی روشنی میں شرکت کا باقاعدہ معاہدہ کریں ، اور بہتر ہے کہ یہ معاہدہ تحریری ہو ، اس کے بعد ہی اس سلسلے میں پیش قدمی کی جائے اور سبھی شرکاء طے شدہ معاہدہ کی پابندی کریں ۔

(۲) مناسب ہے کہ حسی طور پر مشترک نقد سرمایہ یا مشترک اکاؤنٹ میں رقم جمع کرکے ہی شرکت کا کاروبار انجام دیا جائے ۔

(۳) اگر کسی وجہ سے مشترکہ اکاؤنٹ کے ذریعہ کاروبار کرنا دشوار ہو تو شرکاء کے الگ الگ اکاؤنٹ سے حسب معاہدہ رقم نکال کر بھی شرکت کا معاملہ کیا جاسکتا ہے ؛ اس لئے کہ ہر شریک تصرف میں دوسرے کا وکیل ہوتا ہے ۔

(٤)شرکت کے معاملے میں اگرچہ کسی ایک شریک کو مقررہ نفع کے ساتھ الگ سے تنخواہ دینے کی ممانعت فقہاء حنفیہ سے منقول ہے ، اور تنخواہ کی بجائے نفع کا تناسب بڑھاکر یہ مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے ؛ تاہم مصلحت اور ضرورت کی بنیاد پر شرکاء کی آپسی رضامندی سے شریک عامل کو اس کے سرمایہ کے تناسب سے نفع کے ساتھ مقررہ اجرت دینے کی بھی گنجائش ہے ۔

(۵) ثالث (بروکر) کے ذریعے تجارتی مراکز وغیرہ کی خریداری کرنے کی صورت میں اسطرح اجرت مقرر کرنا کہ جب تک وہتجارتی مراکز نفع دیتے رہیں گے ثالث متعینہ فی صد کے اعتبار سے ماہانہ یا سالانہ نفع کا حقدار ہوگا تو اس طرح اجرت کی تعین

شرعاً جائز نہیں ہے ۔

(نوٹ) تاہم اگر ثالث کے لئے اولاً کوئی اجرت مقرر کی جائے اور پھر وہ اس اجرت کے عوض تجارتی مراکز کے مالکان سے از سر نو شرکت کا معاملہ کرے تو وہ حسب شرائط نفع و نقصان میں شریک ہوگا ۔

٦) مالک زمین وغیرہ کا اپنی زمین اس شرط کے ساتھ فروخت کرنا کہ اس میں جو بھی سرمایہ کاری کا طریقہ اختیار کیا جائے گا اس کے نفع میں متعینہ فی صد کا حقدار ہوگا ، اس طرح کا معاملہ شریعت کے اصولوں کے خلاف اور ناجائز ہے ۔

(٧) مضاربت کے کاروبار میں خسارے کی صورت میں اصل حکم یہ ہے کہ اولاً حاصل شدہ مجموعی منافع سے نقصان کو پورا کیا جائے ؛ لیکن اگر طویل مدتی کاروبار کی وجہ سے سابقہ تقسیم شدہ منافع سے خسارہ کی تلافی کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں تو ہر سال کاروبار اور موجودہ اثاثے کی مالیت کا تخمینہ لگاکر ایک حتمی حساب کے بعد سابقہ عقد ختم کرکے منافع تقسیم کرنا اور آئندہ متعینہ مدت کے لیے از سر نو شرکت ومضاربت کے شرعی اصول کے مطابق معاملہ کرنا جائز ہوگا اور ایسی صورت میں گزشتہ مدت میں حاصل شدہ نفع سے بعد میں ہونے والے خسارے کی تکمیل ضروری نہ ہوگی ۔

(٨) شرکت کے کاروبار میں اگرچہ ہر شریک کو اپنی صوابدید کے مطابق کسی بھی وقت شرکت سے علیحدہ ہونے کا اختیار ہوتا ہے ؛ لیکن حسب ضرورت ومصلحت شرکاء کسی متعینہ مدت سے پہلے شرکت سے علیحدہ نہ ہونے کا آپس میں معاہدہ کرسکتے ہیں ، نیز آپسی رضامندی سے ہر شریک کو اپنا حصہ فروخت کرنے کا حق بھی دیا جاسکتا ہے ۔

تیسری نشست کا آغاز ٤،شعبان المعظم ١٤٤٢ھ صبح ٨/بجے ہوا۔

پروگرام کا آغاز حسب معمول تلاوت کلام پاک اور اس کے بعد نعت شریف سے کیا گیا ، اس نشست میں عقود الصیانہ کے تعلق سے بحث ہونی تھی، جس پر ادارہ مباحث فقہیہ کو کل ٩٠ مقالات موصول ہوئے تھے، جسکی تلخیص گرامی قدر حضرت مولانا و مفتی عبد اللہ صاحب معروفی دامت برکاتہم العالیہ استاذ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند نے بہت ہی عمدہ طریقے پر کی تھی ؛ اس لئے مقالہ نگاروں کے سامنے اس تلخیص کی خواندگی کا فریضہ بھی انھی کو تفویض ہوئی، موصوف محترم نے بہت ہی خوبصورت و شیریں لہجے میں تلخیص پیش فرمائی، جزاہ اللہ احسن الجزاء.

تلخیص پیش ہوجانے کے بعد موضوع سے متعلق چند صاحبان بصیرت و واقفانِ رموز شریعت شخصیات نے گراں قدر تاثرات کا اظہار فرمایا، جس سے زیر بحث مسئلہ کی حقیقت، اہمیت اور ضرورت منقح ہو کر سامنے آگئی، اولیں اظہار خیال کرنے والوں میں معروف عالم دین اور ممتاز صاحب قلم حضرت مولانا اختر امام عادل صاحب قاسمی زید مجدہ تھے ، اسکے بعد عام مناقشے کا دور شروع ہوا، اور سوال نامے میں مذکور ، جملہ اجزاء اور اس کے جوابات کوملحوظ رکھتے ہوئے ہر کسی کو موقع دیاگیا کہ وہ اس چیز کو واضح کرے کہ تلخیص میں مذکور متعدد آراء میں سے وہ کس رائے کا مؤید یا مخالف ہے؟، اور کیوں؟ ، مناقشے کا ماحول خالص علمی و تحقیقی تھا، جوعلم دوست افراد کے لئے نہایت ہی دلآویز اور روح پرور تھا، مناقشے کا یہ سلسلہ تقریبا ایک بجے تک جاری رہا،مسافران علم و تحقیق نےدل کھول کے چشم کشا بحثیں فرمائیں ، مفتی محمد عثمان صاحب گورینی زید مجدہ اس حوالے سے خاصے سرگرم و متحرک دیکھے گئے ،

عقد صیانہ کی فقہی تطبیق پہ مناقشین کی آراء مختلف تھیں ، کسی جانب سے اسے مستقل عقد قرار دیئے جانے کی وکالت ہورہی تھی تو کوئی اسے استصناع و جعالہ وغیرہ کے ساتھ الحاق کو مناسب گردان رہے تھے ، عاجز نے بھی دوران مناقشہ یہ طالب علمانہ رائے رکھی:

" عقد صیانہ مختلف الجہات ہے ، بیع وشراء کے جو انواع واقسام تجارتی مارکیٹ میں مروج و متعارف ہیں ،ان میں سے مکمل طور پر کسی ایک عقد کی تطبیق وتکییف اس پر نہیں ہوسکتی ، بعض شکلوں پر اجارہ کی تعریف صادق آتی ہے تو بعض پر جعالہ، مقاولہ اور استصناع وغیرہ کی۔ تاہم اجارہ کے ساتھ اس کی مشابہت بہت قوی ہے "۔

مناقشہ کے اختتام پہ چند مفتیان کرام پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جس کے کنویز مکرمی مولانا و مفتی محمد منصف صاحب قاسمی استاذ جامع مسجد امروہہ تھے ، عقد صیانہ کی تجویز ساز کمیٹی میں عاجز سمیت ملک کے متعدد نامور ارباب افتاء تھے، جن میں بطور خاص مولانا و مفتی منصف صاحب قاسمی استاذ جامع مسجد امروہہ ، مولانا و مفتی امام اختر عادل صاحب قاسمی منوروا ، مولانا و مفتی محمد خالد حسین صاحب قاسمی نیموی وغیرہم خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں ۔ شرکت ومضاربت اور بالوں کی افزائش وزیبائش پر بھی چیدہ وچنیدہ لائق وفائق مفتیان کرام پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دی گئیں ان کمیٹیوں کواس بات کا مکلف بنایا گیا کہ وہ مذکورہ مناقشے و مباحثے کی روشنی میں یہ طے کریں کہ عقودالصیانہ کی حقیقت کیا ہے؟ ، اس کے احکام کیا ہوں گے؟ ، اس سلسلے میں یہ ٹیم مکمل طور پر غور و خوض کے بعد شریعت مطہرہ کی روشنی میں مثبت اور مستحکم تجاویز تیار کرکے اکابرین ملت، ماہرین قوانین شریعت

حضرات علماء کرام اور مفتیان عظام کی خدمت میں پیش کریں، ذیلی کمیٹیوں کی نگرانی کے لئے ایک سپریم اور ہائی کمان کمیٹی کی تشکیل بھی عمل میں آئی ، یہ سپریم کمیٹی بحر العلوم حضرت مولانا محمد نعمت اللہ صاحب اعظمی ، حضرت مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند ، حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصورپوری صدر جمعیت علماء ہند ومعاون مہتمم دارالعلوم دیوبند ، حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی ، حضرت مولانا عتیق احمد صاحب قاسمی بستوی استاذ ندوۃ العلماء لکھنوء ،حضرت مولانا ومفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری اور حضرت مولانا عبد اللہ صاحب معروفی جیسے اساطین علم وفضل پر مشتمل تھی

ان اکابر نے مغرب بعد تا قریب بارہ بجے شب مرتب کردہ تجاویز کے ہر ہر جزء نہیں ؛ بلکہ ہر ہر حرف پر نہایت ہی باریک بینی کے ساتھ غور کرکے اجتماعی طور پر اس کی تصویب فرمائی ؛ چنانچہ اس طویل جد و جہد کے بعد تجاویز کا حتمی مسودہ تیار ہوا ، ان کی تبییض تک رات کے قریب ڈھائی بج چکے تھے ۔

عقود صیانت کے تعلق سے جو متفقہ رائے قائم بلکہ ہائی کمان سے پاس ہوئی اس کا ماحصل کچھ یوں ہے :

عقود صیانت دراصل عقد اجارہ ہی کی ایک نئی شکل ہے؛ اس لئے ان عقود کے احکام ابواب اجارہ ہی سے ہی ماخوذ و مستنبط ہوں گے، اس حقیقت کا سراغ ملنے کے بعد عقود صیانت کے تعلق سے متفقہ طور پر درج ذیل تجاویز طے کی گئیں :

"(ا)عقد صیانہ (سروس کنٹریکٹ) ایک جدید عقد ہے،جو شرعی تطبیق کے اعتبار سے عقد اجارہ کے قریب تر ہے؛ لہذا اس پر حسب شرائط اجارہ کےاحکام جاری ہونگے ۔

(۲) عقد صیانہ کی وہ شکل جس میں صائن حسب معاہدہ صرف اصلاح ومرمت کا عمل متعینہ مدت کے اندر انجام دیتا ہے ، یہ عقد اجارہ ہی کی ایک شکل ہے اور جائز ہے ۔

(۳)عقد صیانہ کی وہ شکل جس میں صائن (سروس کنٹریکٹر)کی جانب سے عمل (اصلاح ومرمت) کے ساتھ بوقت ضرورت خراب ہونے والے پر پرزے وآلات اپنے پاس سے لگانے کی ذمہ داری بھی لی گئی ہو ، یہ معاملہ بھی عرف اور تعامل ناس کے پیش نظر جائز ہے ۔

(٤) عقد صیانہ کی وہ صورت جس میں صائن متعینہ مدت میں حسب ضرورت " عند الطلب " خدمت کرنے کو تیار رہتا ہو تو اس کی محتاط شکل یہ ہے کہ متعینہ مدت میں کم از کم ایک مرتبہ عملی نگرانی کا التزام کیا جائے ؛ تاکہ اجرت عمل کے جواز میں کوئی شبہ نہ رہے ۔

(۵) مکان کی مرمت اور اصلاح کی اصل ذمہ داری مالک مکان کی ہوتی ہے اسے کرایہ دار پر لازم نہیں کیا جاسکتا ؛ لیکن زائد چیزوں (مثلاً اے سی ، پنکھا وغیرہ) کی اصلاح وحفاظت کی ذمہ داری خود کرایہ دار کی ہے ۔ تاہم وہ دونوں اپنی رضامندی سے بھی آپسی ذمہ داریاں طے کرسکتے ہیں ۔

(٦) اگر صائن سے اس طرح معاہدہ کیا جائے کہ اسے ہر مرتبہ حاضری پر خدمت کے عوض ایک متعینہ رقم دی جائے گی ، اور ایک محدود مالیت کی حد تک پرزے لگانے کی ذمہ داری بھی صائن ہی کی ہوگی تو یہ معاملہ بھی عرف و تعامل ناس کی وجہ سے شرعاً درست ہے ۔

(۷) جس عقد صیانہ میں صائن مختلف آلات (مثلاً کمپیوٹر وغیرہ) کے پروگراموں کو ایک متعینہ مدت کے اندر تجدید (اپڈیٹ) کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے تو یہ بھی اجارہ کی ایک شکل ہے اور جائز ہے۔
(۸) بائع اگر فروختگی کے وقت متعینہ مدت میں مبیع کی مفت سروس یا اس کے خراب ہونے کی شکل میں تبدیلی کی ذمہ داری لے تو اس میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔اور عرف وتعامل ناس کی بناء پر بیع میں اس طرح کی شرطیں لگانا جائز ہے۔"

کہنے والے نے کیا ہی سچ کہا ہے کہ:
"جوئندہ یابندہ "
رحمت خداوندی دست گیری کرے ان علماء ربانیین اور مفتینان دین متین کی، اور سدا نصرت الہی یاوری کرے جمعیت علمائے ہند کے مخلص ارباب حل وعقد کی کہ ان کے بلند عزائم کی وجہ سے ملت اسلامیہ کو مسلسل مشعل شریعت سے ضیاء باری نصیب ہوتی رہتی ہے۔

فقہی اجتماع کی چوتھی نشست

(سرپر بالوں کی افزائش و پیوند کاری ـــــشرعی احکام)

تیسری نشست کے بعد ایک مختصر وقفہ ہوا، جس میں شرکاء اجتماع نے کئی طرح کے بسکٹ، فواکہ، مٹھائی اور چائے کافی وغیرہ کا لطف اٹھایا، اورپھر چوتھی نشست شروع ہوئی، ضابطے کی کار روائی کے بعد **"سر پر بالوں کی افزائش اور پیوندکاری کی بعض صورتیں اور ان کا شرعی حکم"** کا موضوع زیر بحث آیا، اس موضوع پر کل ۸۴/

مقالات موصول ہوئے تھے، بہت معمولی اختلاف کے ساتھ تقریبا تمام ہی مقالہ نگاروں کی آراء ایک جیسی تھیں ، وہ معمولی اختلاف بھی مناقشے کے بعد دور ہوگیا اور مجوّزین کی کمیٹی نے بڑی آسانی نے تجاویز کی شقین تیار کرکےاسے حتمی شکل تک پہنچانے میں کامیابی حاصل کر لی،

چوتھی نشست کے مناقشے، تلخیص مقالات، اور دیگر کتب کے مطالعے سے ہمارے ذہنوں میں جو خیالات موجزن ہوئے وہ اس طرح تھے :

1: انسان اشرف المخلوقات ہے، خالق کائنات نے انسان کو دیگر تمام مخلوقات پر برتری بخشی ہے، یہی وجہ ہے کہ انسانوں کی زندگی کے تمام پہلوئوں کے بارے میں الٰہی ہدایات موجود ہیں، ان ہدایات پر عمل کرنا اور اس کے مطابق نظام زندگی کو ڈھالنا انسان کے لئے صلاح و فلاح کا باعث ہے، اور اس سے روگردانی موجب ہلاکت و تباہی ! کیوں کہ انسان کی زندگی، اس کا جسم اور جو کچھ انسان کے پاس ہے، سب اللہ کی امانت ہے، ان سب کا استعمال الٰہی قانون کے مطابق ہی درست اور جائز ہے، اس سے ہٹ کر اپنی مرضی اور چاہت کے مطابق اسے استعمال میں لانا بلا شبہ امانتِ خداوندی میں خیانت کرنا ہے، جوکہ ناجائز اور موجب ملامت ہے۔

2: الٰہی قانون اور شرعی حدود کے دائرے میں رہتے ہوئے تزیّن و آراستگی از قبیل نفاست و نظافت ہے، جس کی اسلام بھر پور حمایت کرتے اعلان کرتا ہے:

إن الله يُحِبّ أن يرى أثَرَ نعمته على عبدهِ(سنن الترمذي ٢٨١٩)

اسی کے ساتھ اسلام بیجا تزین ؛ جس میں تکلف، تکبراور تصنع ہو، اسے رد کرکے ہوئے سادگی اور نیک نیتی کی ترغیب دیتے ہوئے یہ اعلان بھی کرتا ہے:

ألا تسمَعون! ألا تسمَعون! إنَّ البَذاذةَ مِن الإيمانِ، إنَّ البَذاذةَ مِن الإيمانِ.

يعني التَّقحُّلَ. (سنن أبي داود ٤١٦١)

3: انسان کے سر پر بال کا وجود بھی ایک بڑی نعمت ہے، انسانی شخصیت کو خوب صورت اور پر کشش بنانے میں بال کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، بالوں کی نوعیت و کیفیت کے تعلق سے شریعت کے واضح احکام موجود ہیں۔

4، اسلامی تعلیمات میں ایک صالح اور خدا ترس بندے کو ہدایت ہے کہ وہ فساق و فجار کے طرز زندگی سے ہٹ کر اپنی ایسی شناخت بنائیں جو نبوی طریق سے ہم آہنگ ہو، بناء بریں سولہویں فقہی اجتماع میں بالوں کی آرائش و زیبائش کے متعلق درج ذیل تجاویز پاس ہوئیں:

(۱) انسان کے لئے سر پر بالوں کا وجود زینت اور جمال کے اسباب میں سے ہے اور اس سے محرومی عیب ہے ؛ لہذا اگر کسی کے سر پر بال نہ رہیں تو ازالہ عیب کے لئے بالوں کی افزائش کی مباح تدبیریں اختیار کرنا جائز ہے ۔

(۲) سر پر بالوں کی افزائش کے لئے بذریعہ سرجری (ٹرانسپلائنٹ) یا کسی اور طریقے سے ''دوسرے انسان اور خنزیر کے علاوہ '' کسی بھی جانور کے بالوں کو مستقل یا عارضی طور پر استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

(۳) اگر سر پر بال اس طرح سے جمادیئے جائیں کہ وہ بآسانی اس سے جدا نہ ہوسکیں تو وہ مستقل طور پر سر کا حصہ قرار پائیں گے اور ان پر وضو میں مسح کرنا اور غسل میں پانی بہانا کافی ہوگا ؛ لیکن اگر اس طرح سر پر بال لگائے جائیں کہ انہیں بآسانی الگ کیا جاسکتا ہو تو وہ ٹوپی کے حکم میں ہوں گے ، انہیں ہٹائے بغیر

مسح یا غسل درست نہ ہوگا ،اور اس حکم میں مرد وعورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے ۔

(٤) موجودہ زمانے کے فیشن کے مطابق سر کے بالوں کی بے ڈھنگے انداز میں ڈیزائننگ کرنا یا سر کے کسی حصے کے بالوں کو بالکل چھوٹا کردینا اور دوسری جانب کے بالوں کو بڑا رکھنا اہل فسق سے تشبّہ کی بناء پر ممنوع ہے ۔نیز کالے بالوں پر سنہرا یا کوئی دوسرا رنگ چڑھانا بھی پسندیدہ نہیں ہے ۔اور اگر سر کے بعض حصے کو مونڈ کر بقیہ بالوں کو چھوڑ دیا جائے تو یہ صورت "قزع" میں داخل ہوکر بلاشبہ ناجائز ہے ۔

(٥) اگر بالوں کو ایسے رنگ سے رنگا جائے جو بالوں تک پانی پہنچنے سے مانع نہ ہو تو اس کی وجہ سے وضوء ، غسل اور نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی ۔انتہی ۔

فقہی اجتماع کی پانچویں نشست

(منعقدہ ٤ شعبان المعظم١٤٤٢ھ بعد نماز عصر)

یہ نشست فقہی اجتماع کے سلسلۂ فقہیہ سے کچھ الگ تھی، جسے جمعیت علمائے ہند کے مؤقر ذمہ داروں نے عظیم محقق حضرت مولانا لطیف الرحمان صاحب زید مجدہ کے اعزاز میں منعقد کیا تھا ۔

دراصل احادیث کی تخریج و تحقیق کا کام نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے، اس کے لئے احادیث کے متون وشروح، اصول جرح وتعدیل اور فن اسماء الرجال میں گہری بصیرت کے ساتھ خالص علمی ذوق،دینی مزاج، دین کے تحفظ و بقاء کے لئے جد وجہد اور سعی پیہم کا جذبہ اور سنت نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والتسلیم کے ساتھ شیفتگی و وارفتگی کا

ہونا لازمی ہے، مبدا فیاض نے حضرت عالی مرتبت مولانا لطیف الرحمان قاسمی و بہرائچی کو ان صفات سے آرستہ فرمایا، اور ان سے اس میدان میں بہت کام لیا، اور لے رہا ہے، اب تک ان کے قلم نے جن نوادرات و جواہرات سے علمی دنیا کو سیراب کیا وہ اس طرح ہیں:

1: الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابی حنيفة

یہ کتاب کل ۲۰/ جلدوں میں ہے ، جس میں طویل مقدمہ ہے جو ۳/ جلدوں پر مشتمل ہے ، جس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل دفاع، علم حدیث میں آپ کا عظیم مقام اور آپ کی مرویات پر ہوئے کام کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے ۔ بہت سی غلط فہمیاں اس بارے میں جو علمی حلقوں میں رائج ہیں ان کی نشان دہی کی گئی ہے اور اسے دور کیاگیا ہے۔ ماشاء اللہ کتاب فقہی اور حدیثی دونوں ترتیب کی رعایت کے ساتھ مرتب کی گئی ہے ۔

2: تحقيق المقال فی تخريج احاديث فضائل الاعمال۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی مشہور کتاب فضائل اعمال کی احادیث کی تخریج پر مشتمل ہے ۔

3: مسند الطحاوی 10جلدیں

4: الدیباجہ شرح سنن ابن ماجہ۔

مولانا لطیف الرحمن کی تحقیق سے جو کتب شائع ہوئیں وہ درج ذیل ہیں :

1: مسند امام اعظم ابو حنیفہؒ - امام حافظ عبد اللہ حارثی بخاریؒ - 2 جلدیں۔

2: مسند امام اعظم ابو حنیفہؒ - امام حافظ ابن خسرو بلخیؒ - 2 جلدیں

3: مسند الامام ابی حنیفہؒ امام حافظ ابن المقریؒ

4: فضائل ابی حنیفہؒ و مسندہ - امام حافظ ابن ابی العوامؒ۔

5: کشف الآثار الشریفہ فی مناقب ابی حنیفہؒ - امام حافظ عبد اللہ حارثیؒ - 2 جلدیں۔

6: الرسائل الثلاث الحدیثیۃ۔

7: مسند الامام حنیفہؒ - امام الثعالبیؒ۔

8: شرح معانی الآثار - امام طحاویؒ 10 جلدیں

جس میں 14 قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر تحقیق کی ہے اور احادیث پر حکم بھی لگایا ہے۔

اس کے علاوہ مولانا کی دیگر غیر مطبوعہ تالیفات وتحقیقات یہ ہیں :

1- کتاب الآثار ابوحنیفہؒ - بروایت امام قاضی ابویوسفؒ

2- کتاب الآثار ابوحنیفہؒ - بروایت امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ

3- مسند الامام ابی حنیفہ - أبی نعیم الاصفہانیؒ

4- جامع مسانید الامام ابی حنیفہؒ - امام خوارزمیؒ - 16 جلدیں

5- المواہب اللطیفیۃ لملا عابد السندی

6- المسائل الشریفۃ فی ادلۃ ابی حنیفۃ

7- المعجم لرجال الطحاوی

8- تکملۃ مسند الطحاوی

9- الفتاوی التاتارخانیۃ

10- معجم مصنفات الاحناف

مذکورہ کتابوں میں سے بعض پر کام مکمل ہوگیا ہے اور بعض پر جاری ہے ۔

ان شاء اللہ بہت جلد مکمل ہوجائے گا۔(ماخوذ از آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا)

جمعیت علمائے ہند کی یہ نشست بطور خاص مولانا کی اول الذکر تصنیف، **الموسوعة الحديثية لمرويات الامام ابي حنيفة**، کے تعلق سے منعقد کی گئی تھی، جس میں اس عظیم الشان کار نامے پر مولانا کو خراج تحسین اور تمغۂ اعزاز پیش کیا گیا، اور مولانا کے گراں قدر کارناموں اور ان کی قابل رشک شخصیت پر روشنی ڈالی گئی، جس پر مولانا لطیف الرحمان صاحب قاسمی زید مجدہم نے اللہ تبارک و تعالی تعریف و توصیف کے بعد جمعیت علمائے ہند کے معزز ذمہ داران اور اکابرین ملت کی خدمت میں ارمغان تشکر پیش کیا، بلاشبہ اس نوع کا اعزازیہ پروگرام کا انعقاد جمعیت علماء ہند اور اس کے مؤقر قائدین و منتظمین کی طرف سے شخصیت سازی اور علم پروری کی طرف ایک مثبت اقدام ہے۔

خدا کرے ملت اسلامیہ ہند کو ہر محاذ پر رہنمائی کرنے والی اور ملت کو پیش آمدہ ہموم و کروب سے بچانے میں سب سے پیش پیش رہنے والی یہ تنظیم سدا ہر شرور و فتن سے دور رہے، اور اپنی گراں قدر خدمات کے حوالے سے ملت اسلامیہ ہند کے دلوں کی دھڑکن بنی رہے، آمین یا رب العالمین۔

فقہی اجتماع کی چھٹی اور آخری نشست

(بعنوان : تجاویز، فیصلے، عزائم، پیغامات ۔ منعقدہ: ۵/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بوقت ۸ بجے صبح)

طویل مناقشات، مباحثے اور تبادلۂ خیالات کے بعد فقہی رموزکے ماہرین ونکتہ سنجوں کےجو اتفاقات وجود پذیر ہوئے وہ تجاویز کی شکل میں گزشتہ نشستوں کے تحت ہم

قارئین کی نذر کر چکے ہیں، اس جگہ ہم یہ واضح کردینا مناسب سمجھتے ہیں کہ ان تمام تجاویز کو حتمی شکل اسی چھٹی اور آخری نشست میں ہی دی گئی، تجاویز پر اتفاق آراء کے بعد فقیہ عصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم کا ارسال کردہ پیغام گرامی قدر رفیق ، حضرت مولانا و مفتی سید محمد عفان صاحب منصورپوری زید مجدہ نے اپنے منفرد ومؤثر وپُر کشش لب ولہجے میں شرکاء اجتماع کو پڑھ کر سنایا، جو کہ بہت ہی بصیرت افروز اور چشم کشا تھا، جس میں مولانا کا درد دل ‘‘ جھلک ’’ نہیں ؛ بلکہ ‘‘چھلک ’’ رہا تھا، ایک ایک حرف سے ملت اسلامیہ کے تئیں ان کی فکر مندی ٹپک رہی تھی، مولانا دامت برکاتہم نے اپنے اس پیغام کے ذریعے وارثین انبیاء کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کی کوشش کی ہے، جس کا ماحصل یہ ہے کہ اس وقت ملت اسلامیہ ہندکی کشتی ارتدادی مہم کے طلاطم خیز موجوں میں ہچکولے کھا رہی ہے، حکومت وقت کے افکار و نظریات ملت اسلامیہ کے تئیں بالکل ہی معاندانہ ہے، ایسے میں ہمیں اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے وقت اورحالات کے مطابق دلائل وبراہین اور اسباب و وسائل کو بروے کار لانا ہوگا، اسلامی احکام و تعلیمات کے اسرار و حکم سے دنیا کو روشناس کرانا ہوگا، دینی مکاتب اوراسلامی اسکولوں کےقیام کے ذریعے اسلام کی صحیح تعلیم وعقائد اور اس میں مستور انسانی فلاح و بہبود کو مثبت انداز میں سامنے لاکر منفی سوچ اور منفی خیالات کی بیخ کنی کرنا ہوگی، اس کے لئے ایسے افراد تیار کرنے کی ضرورت ہے، جنھیں اسلامی تعلیمات سے مکمل واقفیت کے ساتھ مادر وطن کے اکثریتی طبقہ کے مذہبی کتابوں اور اس کی تعلیمات سے بھی بھر پور طریقے سے آگہی ہو تاکہ وہ ہر چھوٹے بڑے چینلوں میں بیٹھ کر مخالفین سے ڈیبیٹ

کر سکیں اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پھیلائے جانے والے شکوک وشبہات کا دنداں شکن جواب دے سکیں، اور اسلامی عقائد و نظریات کی صحیح ترجمانی کر سکیں، مولانا رحمانی دامت برکاتہم العالیہ کا وہ انتہائی وقیع اور مفصل پیغام سوشل میڈیا پر دستیاب ہے۔ ارباب شوق اسے سرمۂ بصیرت بنا سکتے ہیں ۔

اس کے بعد امیرالہند حضرت الاستاذ مولانا و قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری دام ظلہ ، صدرجمعیت علماء ہندو استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند کا انتہائی نصیحت آمیز، روح پرور اور ترغیبی و تحریکی خطاب ہوا، جس میں بطور خاص نوجوان فضلاء کو اس بات کی ترغیب دی گئی کہ حالات اور وقت کے تقاضاکے مطابق کتابوں کا انتخاب کرکے مطالعے کا شوق پیدا کریں، یومیہ، ہفتہ وار اور مہینہ کے اعتبار سے مطالعے کی ایک مقدار طے کریں، اور پوری دلجمعی کے ساتھ مطالعے اور تحقیق کی عادت ڈالیں، نیز اپنے عزائم کو بلند رکھیں، بلند حوصلوں اور ہمتوں کا سہارا لیکر ٹھوس علمی و عقلی دلائل کے ساتھ وقت اور حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کریں,نیز حضرت قاری صاحب زیدمجدہم نے نوجوان فضلاء کو اکابرو اسلاف کے مجاہدانہ کارناموں اور احیاء دین کی خاطر ان کی بیش بہا قربانیوں پر مشتمل تاریخ کے مطالعے کی تلقین بھی فرمائی، اس سلسلے میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس سرہ کی کتاب **تاریخ دعوت و عزیمت** کا بطور خاص تذکرہ فرمایا اور اس کے مطالعے کی پرزور ترغیب دی ۔

اخیر میں ادارۂ مباحث فقہیہ کی طرف سے ادارے کی روح رواں، گزشتہ تمام فقہی اجتماعوں میں مرکزی و بنیادی کردار ادا کرنے والی شخصیت حضرت عالی مرتبت مولانا

معزالدین احمد صاحب رحمہ اللہ کی یاد میں ایک تجویز پاس کی گئی، جس میں مولانا کی وفات حسرت آیات پر رنج و الم کا اظہار کیا گیا اور ان کے انتقال کو بہت بڑا خسارہ اور ناقابل تلافی نقصان قرار دیاگیا، فی الواقع مولانا معزالدین احمد صاحب قاسمی بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، ادارۂ مباحث فقہیہ کے پروگراموں کی تنظیم و تشکیل میں ان کا بڑا اہم کردار ہوا کرتا تھا، سولہویں فقہی اجتماع کے موقع سے سبھوں کو اس کا شدید احساس ہوا،

اللہ تبارک و تعالیٰ مولانا کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، اور ان کی قبر کو ان کے لئے جنتی باغ بنادے، آمین یارب العالمین۔

فقہی اجتماع ــ ضرورت و اہمیت

دین اسلام سب کاہے اور سب کے لئے ہے، اسلامی تعلیمات ، انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو بلا کسی استثناء کے حاوی اور محیط ہیں، اسلام کو کسی خاص زمانہ، وقت، خطہ، علاقہ، قوم اورنسل کے ساتھ محدود نہیں کیا جاسکتا؛ بلکہ اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی دستورِ حیات کانام ہے، جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو حاوی اور محیط ہے، جس کی گھنیری چھاؤں میں دنیاوی زندگی کے لئے بھی چین و سکون کے سامان فراہم ہیں اور آخرت میں بھی بفضلِ الٰہی فرحت بخش اور روح پرور زندگی نصیب ہو گی۔

اسلامی دستور حیات میں دو طرح کے احکام ہیں:

(۱) : مأمورات

(۲) : منہیات

انسانی زندگی کی تمام تر نقل و حرکت انھی دونوں قسموں میں منحصر ہے،اور خلاق عالم کی طرف سے بندے کو ہدایت ہے کہ مامورات کو اپنائے اور منہیات سے خود کو دور رکھے؛ لیکن انسانی تمدن کی ارتقاء کی وجہ سے انسانی زندگی میں بسا اوقات بعض ایسے مسائل درپیش ہوجاتے ہیں، جن کے بارے میں نصوص سے بادی النظر میں یہ طے کرنا کسی قدر مشکل معلوم ہوتا ہے کہ وہ مامورات سے ہیں ؟ یا ان کا تعلق منہیات سے ہے؟ ؛ اس لئے ہر دور اور ہر عصر میں وارثین انبیاء کی ایسی جماعت کی ضرورت رہی ہے جو اس نوع کے مسائل پر نصوص کی روشنی میں غور کرکے امت کے سامنے اس کا واضح اور صحیح حکم پیش کرتی رہے۔

جمعیت علماء ہند: جس کی تاسیس ہی ملی مسائل کو حل کرنے کے لئے عمل میں آئی، وہ روز اول سے ہی ملت اسلامیہ ہند کی دینی، ملی، سماجی اور سیاسی سطح پر رہنمائی کے لئے کوشاں رہی ہے، چنانچہ اسی دینی و ملی ضرورت کے مطابق 1970ء میں اس کے موقرذمہ داروں نے سید الملت حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبندی رحمہ اللہ سابق ناظم جمعیت علماء ہند کی سرکردگی میں "ادارۃ المباحث الفقہیہ" قائم فرمایا، بحمد اللہ اب تک "ادارۃ المباحث الفقہیہ" کے تحت سولہ کامیاب فقہی اجتماعات ہوچکے ہیں، جن میں بہت سے اہم مسائل زیر بحث آئے اور غور و فکر کے بعد روح شریعت کے مطابق ان کے تئیں اجتماعی غور وفکر کے بعد فیصلے صادر ہوئے، اللہ تبارک و تعالی اکابر جمعیت علماء ہند، اور اس کے جملہ منتظمین و قائدین کو پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے بھرپور اجر عطا فرمائے۔

اور مؤسسین جمعیت علماء ہند کے ارواح مبارکہ کو طمانینت و سکینت نصیب فرمائے ، کہ انھوں نے اس فعال تنظیم کے قیام کے ذریعے ملت اسلامیہ ہند پر احسان عظیم فرمایا۔

ادارۃ المباحث الفقہیہ کا قیام بلا شبہ جمعیت علماء ہند کی فعالیت اور ملت کے ساتھ ہمدردی اور ملی مسائل کے ساتھ فکرمندی کا غماز ہے، خداے کرے اکابر و اسلاف کا یہ خورشید مبین یونہی چمکتا اور دمکتا رہے! آمین

سولہویں فقہی اجتماع میں جلوہ افروز بعض اہم علمی شخصیات

جمعیت علمائے ہند کے زیر انتظام ادارۃ المباحث الفقہیہ کے فقہی اجتماعات معمولی نوعیت کے روایتی اجتماعات و جلسے و جلوس نہیں ہیں ؛ بلکہ ان اجتماعات میں میدان فقہ و فتاوی کے شہسوارں کو مدعو کیا جاتا ہے، عام افراد نہ تو ان اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں اور نہ ہی انھیں ان اجتماعات میں شرکت کی اجازت ہوتی ہے ؛ حتی کہ ان اجتماعات کومیڈیا کی نمائش گی سے بھی دور رکھنے کی کوشش رہتی ہے؛ کیوں کہ ان اجتماعات کے ذریعے علوم و معارف کے سمندروں میں غواصی کرنی ہوتی ہے، تلاطم خیز موجوں میں ہچکولے کھانے ہوتے ہیں، سمندر کے تہ میں مستور قمیتی موتیوں کا انتخاب کرکے انھیں آبدار بنانا ہوتا ہے، پھر ان موتیوں کو اجناس لعل و گوہر کے ماہرین کے سامنے پیش کرکے ان کی حیثیت کا تعین کیاجاتا ہے، ظاہر سی بات ہے، یہ کام نہ تو ہر کوئی کرسکتا ہے، اور نہ ہی یہ سب کے بس کی بات ہے؛ بلکہ اس کے لئے اس میدان کے ماہرین، باریک بیں اور نکتہ سنج حضرات کی ضرورت ہے، یہی وجہ ہے کہ ادارۃ المباحث الفقہیہ کے منتظمین بڑے حسن و خوبی اور بصیرت

سے کام لیکر اس میدان کے ماہرین کا انتخاب کرتے ہیں اور انھی کو پروگرام میں شرکت کے لئے مدعو کرتے ہیں، اس لئے بلا ریب یہ کہا جا سکتا ہے کہ فقہی اجتماع میں آسمان علوم و معارف کے گوہر نایاب جمع ہوجاتے ہیں، جنھیں دیکھنے پر دل بے ساختہ پکاراٹھتاہے، **اولئك كرام بررة** ماہرین کےاس جماعت کے بعض نمایاں اشخاص جنھوں نے اجتماع گاہ کےاسٹیج کورونق بخشا،اور اپنے تاثرات سے مجمع کو مستفیض فرمایا ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں؛

عالی مقام حضرت الاستاذ مولانا سید محمد ارشد مدنی صاحب صدر جمعیت علماء ہند و صدرالمدرسین واستاذ حدیث دارالعلوم دیوبند،

امیرالہند حضرت الاستاذ مولانا و قاری سید محمدعثمان صاحب صدر جمعیت علماء ہند و نائب مہتمم و استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند،

بحرالعلوم حضرت اقدس مولانا محمد نعمت اللہ صاحب اعظمی محدث دارالعلوم دیوبند،

عالی مرتبت حضرت مولانا و مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند،

گرامی قدر حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صاحب کشمیری رکن شوری دارالعلوم دیوبند

گرامی قدر حضرت مولانا و مفتی عتیق احمد صاحب قاسمی بستوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماءلکھنؤ و سکریٹری برائے علمی امور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا ،

گرامی قدرحضرت الاستاذ مولانا و مفتی محمد راشد صاحب اعظمی استاذ دارالعلوم دیوبند،

گرامی قدر حضرت مولانا انیس الرحمان صاحب قاسمی نائب قومی صدر آل انڈیا ملی کونسل،

گرامی قدر حضرت مولانا و مفتی شبیر احمد قاسمی استاذ حدیث جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد،

گرامی قدر حضرت مولانا و مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری استاذ حدیث جامعہ قاسمیہ شاہی مراداباد،

گرامی قدر حضرت مولانا و مفتی زین الاسلام صاحب قاسمی مفتی دارالعلوم دیوبند ،

گرامی قدر حضرت مولانا و مفتی عبد اللہ صاحب معروفی استاذ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند،

محترم عالی مقام رفیق گرامی حضرت مولانا و مفتی سید محمد عفان صاحب منصور پوری استاذ حدیث جامع مسجد امروہا،

حضرت مولانا و مفتی محمد اشفاق صاحب اعظمی متہم جامعہ شرعیہ فیض العلوم سرائمیر ،حضرت مولانا مفتی اخترم امام عادل صاحب قاسمی منورا ، سمستی پور۔

ان حضرات کے علاوہ اور بھی کئی اہم شخصیات نے اسٹیج کو اپنے نزول اجلال سے منور فرمایا، اور وقتاً فوقتاً اپنے قیمتی کلمات سے مجمع کو مستفیض فرمایا، اللھم کثر امثالھم،

جمعیت علماء ہند کی روح رواں قائد ملت حضرت مولانا سید محمود اسعد صاحب مدنی دامت برکاتہم بھی گاہے بگاہے اپنے وردو مسعود سے اجتماع کو رونق بخشتے رہے۔۔۔

سولہواں فقہی اجتماع --انتظامات ، تاثرات و انطباعات

ادارۂ مباحث فقہیہ کی طرف سے فقہی اجتماعات کا یہ مبارک سلسلہ نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے، جس کے ذریعے پیش آمدہ نئے مسائل کو شریعت کے اصول کے مطابق جانچا و پرکھا جاتا ہے، پھر اجتماعی طور پر غور و خوض اور تدبر و تفکر کے بعد

اس کا حکم ملت اسلامیہ کے سامنے پیش کردیا جاتا ہے؛ تاکہ ہر کوئی بلا کسی پس و پیش اور لیت و لعل کے اس پر عمل پیرا ہو سکے، اور نظام اسلامی کے استحکام کا تیقن ہر کسی کے دل و دماغ میں راسخ ہو جائے۔ بحمداللہ مباحث فقہیہ کا سولھواں فقہی اجتماع بحسن و خوبی اختتام پزیر ہوا، اجتماع کی جملہ نشستیں بہت ہی خوشگوار رہیں، بحر علم و تحقیق کے شناوروں نے جم کر غواصی کی، اور سمندر کے تہ میں مستور موتیوں کو نکال کر جوہر شناسوں کی خدمت میں پیش کیا، اور خوب خراج تحسین حاصل کیا، خدا کرے یہ مبارک سلسلہ یوں ہی قائم و دائم رہے، جمعیت علماء ہند کا یہ شعبہ بھی دیگر شعبوں کی طرح اپنی فعالیت کو باقی رکھے ، اور وقت کے سلگتے مسائل کا حل ملت اسلامیہ کے سامنے پیش کرتا رہے، کیوں کہ جب تک دنیا قائم ہے، تمدنی ارتقاء کا سفر بھی جاری رہے گا، نئے مسائل بھی سامنے آتے رہیں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جمعیت علمائے ہند کے مخلص کارکنان کو اجر جزیل سے نوازے، بلاشبہ اس اجتماع کی کامیابی ارکان جمعیت کی شبانہ روز کی انتھک کوششوں اور مخلصانہ جد و جہد کا نتیجہ ہے، وہ اس اجتماع کے انعقاد کے لئے سال بھر تگ و دو کرتے ہیں، جمعیت کے اہل علم اور صاحب بصیرت ارکان ، وقت، حالات ، تقاضے اور لوگوں کے معمولات و رجحانات کا نہایت ہی گہرائی اور دور اندیشی کے ساتھ جائزہ لیتے ہیں، پھر قرآن و سنت کے ماہرین و محققین کے مشوروں اور تعاون سے سوالات تیار کرکے ملک و بیرون ملک کے گرامی قدر علماء، فقہاء اور مفتیان کرام کی خدمت میں بھیجتے ہیں، اور انہیں ان سوالات پر تحریراً سیر حاصل بحث کی دعوت دیتے ہیں،

اور وقت مقررہ پر ان سے جواب طلب کرلیتے ہیں، اور ان جوابات کی تلخیص تیار کرواتے ہیں، پھر جب اجتماع کا انعقاد عمل میں لایا جاتا ہے، تو تمام شرکاء کے لئے دو تین یوم تک نہایت ہی پر تکلف ؛ بلکہ پُر آسائش قیام ، اور عمدہ سے عمدہ کھانے پینے کا انتظام واہتمام کیا جاتا ہے، ہر قسم کی راحت و آرام کا خیال رکھا جاتا ہے، آمد و رفت کی سہولتیں دی جاتی ہیں، مزید ہدایا و تحائف سے بھی نوازا جاتا ہے،اس سلسلے میں ذمہ داران مباحث فقہیہ بطور خاص امیر الہند، صدر جمعیت علماء ہند حضرت مولانا وقاری سید محمد عثمان صاحب دام ظلہ (یہ تحریر ان کے حین حیات ہی ترتیب دی گئی تھی) قائد ملت حضرت مولانا سید محمود اسعد مدنی، حضرت مولانا و مفتی سید محمد سلمان صاحب و مولانا و مفتی سید محمد عفان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم العالیہ اپنے بے لوث خدمات اور پُر خلوص انتظامات کی وجہ سے نہ صرف شرکاء اجتماع ؛ بلکہ پوری ملت اسلامیہ کی جانب سے ہدیۂ تبریک و تہنئت کے مستحق ہیں، اللہ تبارک وتعالی ان تمام ہستیوں کو صحت و عافیت سے نوازے ،اور ان کے خدمات مبارکہ کو شرف قبولیت عطاء فرمائے:

یوں سینۂ گیتی پر روشن اسلاف کا یہ کردار رہے ، آمین یارب العالمین)

مرقوم :۳۰ اپریل ۲۰۲۱ ع

ہم نے دیکھا اک فرشتہ
حضرت قاری عثمان رح کی شکل میں

بقلم

مفتی شکیل منصور القاسمی ، مفتی شمشیر حیدر قاسمی

باہتمام: مرکز البحوث الإسلامية العالمي

ہم نے دیکھا اک فرشتہ حضرت قاری عثمان رح کی شکل میں

اس وقت رنج و غم ،حزن و ملال اور کرب و بلا نے دل کی دنیا میں جو طوفان برپا کر رکھا ہے، اس کی تعبیر تک رسائی سے دست الفاظ دور ، بہت دور ہے، کسے معلوم تھا ؟ کہ کورونا کی یہ ""آدم خور"" مہاماری اس قدر دلدوز اور جگر سوز ثابت ہوگی کہ قافلۂ علم ومعرفت کی روشن قندیلیں ایک ایک کرکے گل ہوتے چلی جائیں گی ؟ دین متین کے پاسبان و جان نثار اس طرح بیگانہ ہوتے رہیں گے؟ ہم جیسوں کا مقدر رونا، بس رونا بن جائے گا؟ کیا کبھی کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات آئی ہوگی کہ عاشقان قرآن وسنت، شیدایان معرفت و طریقت جب جانا شروع کریں گے تو یکے بعد دیگرے جاتے ہی رہیں گے؟ اور خامۂ نارسا کا کام صرف تعزیتی پیغامات قلمبند کرنا اور دل کے نہاخانے میں بھڑکنے والے شعلوں کی حکایت و ترجمانی کرنا رہ جائے گا؟ ابھی تو کئی عظیم المرتبت شخصیات پر خامہ فرسائی کے لئے ہاتھ دل سے جدا بھی نہیں ہوئے تھے، کئی محسنین ملت کی یادوں میں اشکہائے چشم کا سیلابی سلسلہ جاری ہی تھا کہ کل (۲۱ مئی ۲۰۲۱ / ۸ شوال المکرم ۱۴۴۲ بروز جمعہ) ایک ایسی ""قیامت صغرٰی"" برپا ہوگئی جس نے دل رنجور کو غم و اندوہ کے ایسی گہری کھائی میں ڈال دیا جس سے نکلنے کی سبیل سر دست مفقود نظر آتی ہے۔ در حقیقت نمونۂ سلف، فدائے ختم نبوت، عاشق قرآن و سنت، قائد قوم و ملت، مربی ورہبر، محدث و مفسر استاذ محترم حضرت امیرالہند قاری سید محمد عثمان صاحب منصورپوری استاذحدیث اور کار گزار مہتمم دارالعلوم دیوبند وصدر جمعیت علمائے ہند کا سانحۂ ارتحال نے ذہن و دماغ پر ایسا لرزہ طاری کردیا کہ یاس و قنوط کے تیر وتار سناٹے نے ہر

سمت سے احاطہ کرلیا، توقعات اور تمنائیں خون خون ہوگئیں اور اب ہماری نگاہیں اداسیوں کے بھنور میں پھسی زندگی کو حسین راہوں سے آشنا کرنے والے کی راہ ڈبڈباتی آنکھوں سے بہت ہی بے صبری کے ساتھ تک رہی ہیں:

لے گیا چھین کے کون تیرا صبر و قرار ؟
بیقراری تجھے اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی؟

حضرت قاری صاحب قدس سرہ کی شخصیت جامع کمالات تھی، مبدأ فیاض نے انھیں بہت سی امتیازی خوبیوں سے نوازا تھا ، ایک طرف ظاہری شکل و صورت کے اعتبار سے وہ پیکر حسن و جمال تھے، تو دوسری جانب ان کا باطن نہایت ہی پاکیزہ اور صاف شفاف تھا، ان کی طالب علمانہ زندگی مثالی تھی، ان کی زندگی کا تربیتی اور تدریسی پہلو بہت ہی دلکش اور حکیمانہ تھا، ان کی رفتار و گفتار سے سنجیدگی، متانت، بلندیِ اخلاق اور رعب و وقار کے خوبصورت اور حسین فوارے پھوٹتے محسوس ہوتے، اثنائے درس نرم لہجے میں حل عبارت کو ترجیح دیتے، جس سے طلبہ کے لئے نفس عبارت کو سمجھنا بہت آسان ہوجاتا، لاطائل بحثوں، ہوائی تقریروں اور دراز نفس فضول ابحاث کے لئے حضرت قاری صاحب کے دروس میں کوئی گنجائش نہیں تھی، ان کا انداز تربیت بھی بہت نرالا تھا، ایک مرتبہ ہمارے کمرے کے ایک رفیق کی نماز فجر فوت ہوگئی، وہ فجر بعد تک اتفاقاً سوتا رہ گیا، حضرت قاری صاحب نماز فجر پڑھکر دارالاقامہ کا گشت کرتے ہوئے ہمارے کمرے میں آگئے اور اسے سوتا دیکھ لیا، اسے جلدی سے نماز فجر ادا کرنے کی تاکید کرتے ہوئے یہ ڈیوٹی دیدی کہ کل سے نماز فجر سے پہلے ہر روز تم مجھ سے ملاقات کروگے، ہمارے افتاء کے سال

بزم سجاد (طلبہ بہار ،اڑیسہ ، نیپال کی متحرک وفعال انجمن ؛ جس کی صدارت ان دنوں عاجز کے دوش ناتواں پہ تھی) کا سالانہ پروگرام تھا، مشورے سے یہ طے پایا کہ پروگرام حضرت قاری صاحب کی صدارت میں ہونا ہے، ہم تینوں رفقاء (شکیل منصور،شمشیر حیدر اور مرحوم دوست مجتبی حسن) عصر بعد حضرت کے آستانے پر حاضر ہوئے اور اپنی درخواست پیش کی، حضرت نے اپنی شرکت اور صدارت کی منظوری اس شرط پر معلق کردی کہ پہلے پروگرام کی تفصیلات تحریری شکل میں دکھائیں، کل ہوکر ہم پروگرام کے تعلقات سے ایک ایک چیز کی تفصیل لکھ کر لے گئے حضرت نے سب کو بغورملاحظہ فرمایا، کچھ ضروی ترمیمات کی طرف اشارے دیئے اور اپنی شرکت کی منظوری دیکر ہم طلبہ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

انتظامی امور میں حضرت قاری صاحب نور اللہ مرقدہ اپنی مثال آپ تھے، مفوضہ امور کو نہایت احسن طریقے پر انجام دیتے؛ اس کا حق ادا کردیتے، حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب قدس سرہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے زمانۂ اہتمام میں جب نیابت اہتمام حضرت کو تفویض کی گئی تو متعدد بار ہم نے یہ مشاہدہ کیا کہ کھانا تقسیم ہوتے وقت حضرت اچانک مطبخ کی طرف تشریف لے آتے اور کھانا لیکر جارہے طالب علم کو روک کر اس کی روٹی اپنے ہاتھ میں لیتے اسے الٹ پلٹ کر دیکھتے کہ جلی کٹی تو نہیں ہے، اور چمچ لیکر شوربہ اور بوٹی کی نوعیت و کیفیت معلوم کرتے پھر مطبخ جاکر باورچیوں کو مناسب مشورے دیتے، اور بوقت ضرورت مناسب تفہیم وتادیب فرماتے۔

خبر سن کر مرے مرنے کی وہ بولے رقیبوں سے
خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

چند سال قبل جب کارگزار متہم بنائے گئے، میں (شکیل منصور قاسمی) نے سورینام سے حضرت کو فون کیا، حضرت کی خدمت میں بصد عجز ونیاز ارمغان تبریک و تہنئت پیش کی، حضرت نے ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا، ابھی دوماہ قبل کی بات ہے، جمعیت علماء ہند کا ذیلی ادارہ مباحث فقہیہ کے سولہویں فقہیی اجتماع کے موقع پر ،،مسجد عبدالنبی ،، کے سامنے ہم تینوں رفقاء کو حضرت سے سلام و مصافحہ کی سعادت ملی، مصافحہ کے بعد ہم نے دست بوسی کا بھی شرف حاصل کیا، ہاتھ تھامے ہوئے میں (شکیل منصور قاسمی) نے عرض کرڈالا کہ حضرت ! جسم مبارک پر کچھ ضعف و نقاہت کے آثار معلوم ہوتے ہیں ؟ فرمانے لگے! صحت ہمیشہ یکساں نہیں رہتی، عمر بھی بڑھتی چلی جارہی ہے، اس لئے اس کے آثار تو ظاہر ہوں گے ہی،

لیکن اف! نہیں ایسا بھی نہیں، کہ اتنی عمر ہوگئی ہو کہ وہ ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں، اور ہم ان کے سایۂ قیادت و تربیت سے محروم ہوجائیں، مگر ہاں یہ آنے جانے کے وقت و گھڑی کا تعین انسان کے بس میں کہاں ہے، یہاں تو آنے سے پہلے ہی طے ہوچکاہے "کل شئ عندہ باجل مسمی،، اس میں چھوٹا، بڑا، بچہ، بوڑھا یا جوان کی کوئی تخصیص تو ہے نہیں، بس سب کو اسی" اجل مسمی" میں چلے جانا ہے، جس کا علم صرف اور صرف ایک اللہ کو ہے۔

ویراں ہے مے کدہ خم و ساغر اداس ہیں
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

یوں تو جب تک چرخ کہن سال اپنے اسی موجودہ ںظام کے ساتھ باقی ہے، خورشید جہاں تاب کی خوبصورت کرنوں سے دنیا مزین ہوتی رہے گی، سینۂ گیتی پر افراد و اشخاص کی آمد و رفت کا سلسلہ بھی جاری رہے گا، ہر خالی ہونے والے عہدے و منصب کو کوئی نہ کوئی ہستی رونق بخشتی رہے گی۔

یہ نظامِ قدرت ہے، جو ابتدائے آفرینش سے چلا آرہا ہے؛ اس لئے حضرت قاری صاحب نوراللہ مرقدہ نے جن جن شعبوں اور میدانوں کو اپنے حسن کار کردگی سے چمکایا اور نکھارا ، وہ سب یوں ہی چمکتے اور دمکتے رہیں گے (ان شاء اللہ تعالی) ؛ خواہ درس و تدریس کا سلسلہ ہو یا نظم و نسق کا معاملہ، کوچۂ سیادت و قیادت ہو یا میدان تربیت و تزکیہ، دین مبین کی حفاظت و صیانت اور اس کی ترویج و اشاعت کا مسئلہ ہو یا فرقۂ باطلہ کی تردید وبیخ کنی کا مرحلہ ، افراد سازی کا عظیم ترین دشوار گزار عمل ہو یا خامۂ دربار سے صفحہ قرطاس کو مزین کرنے کا مہتم بالشان کارنامہ !

ہر جگہ، ہر عہدہ، ہر کرسی ، ہر میدان کے لئے افراد و اشخاص آتے جاتے رہیں گے، یقیناً ان آنے جانے والوں میں بہت سے متنوع خصوصیات و کمالات کے حامل افراد ہوں گے، ان میں سے ہر ایک اپنی خاص شناخت و پہچان سے جانا و پہچانا جائے گا؛ لیکن جن نگاہوں نے حضرت امیر الہند قاری سید محمد عثمان صاحب کو دیکھا ہے، ان کی ہمہ گیر شخصیت کو قریب سے پڑھا ہے ، ان کے اوصاف و کمالات کا مشاہدہ کیا ہے، ان کی نگاہ ہر جگہ اور ہر میدان میں ””خصوصیاتِ عثمان““ کو تلاش کرتی پھرے گی ؛ کیونکہ :

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است ؛ با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

کا مصداق شخص کہاں ہے؟ ہے کوئی جو محبت اور دل سوزی کے ساتھ میٹھی میٹھی باتیں اور نصیحتیں سنانے والا قائد و رہبر کی ہمیں رہبری فرمادے؟

کہاں چلے گئے ہیں ہمارے وہ محسن و مربی حضرت قاری عثمان؟ جن کی شخصیت علامہ اقبال کے اس شعر کی تفسیر تھی کہ :

نرم دم گفتگو ، گرم دم جستجو

رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاکباز

ادارہ مباحث فقہیہ کے سولھویں اجتماع کی آخری نشست میں نرم دم گفتگو و گرم دم جستجو کا حامل فصیح اللسان و بلیغ المرام ملت کا یہ قائد و محسن جب نہایت ہی پُردرد اور رقت آمیز لہجہ میں وارثان انبیاء سے ہمکلام تھا تو بعض روشن دل رفقاء کو یہ انکشاف ہو رہا تھا کہ "كأنه خطاب مودّع"

آہ ! حضرت کا وہ خطاب بھی کیسا نرالا تھا ؟ جس میں گویا کہ کنواں خود ہی پیاسوں کو دعوت دے رہاتھا کہ آؤ اپنی تشنگی بجھا لو، رخصتوں پر عمل کرکے تم "آرام پسند ، سہل انگار وتن آساں " بن چکے ہو، آرام و راحت نے نفس کے ہاتھوں تمھیں ہلاکت و تباہی کے گڑھے تک پہنچادیا، مصلحت آمیزی نے تم سے ہمت و شجاعت کا جوہر چھین لیا، خدارا غفلت و کسل مندی کی راہ کو چھوڑو ! میدان عمل میں آئو، اپنے ان بزرگوں کے حالات کا مطالعہ کرو، جنھوں نےعزیمت کی راہ اختیار کرکے بڑی سے بڑی طاقتوں کو ملیا میٹ کردیا، جن کے بلند حوصلوں کے سامنے فرعونیت و قیصریت کی فلک بوس عمارتیں زمین دوز ہو گئیں۔

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل دردمند سے نکلنے والے وہ کلمات ہمارے

دلوں میں پیوست ہوتے چلے گئے، جس نے ہمارے احساسات کے تاروں کو چھیڑ دیا، ہمارے خوابیدہ ضمیروں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور ہم وہاں سے اس حال مین لوٹے کہ ہمارے اندر یقین محکم، عمل پیہم اور محبت فاتح عالم کا جذبہ موج زن تھا، مگر آہ ؛

کس سے دہرائیں فسانہ غم دل کا عاجز
سننے والوں سے زیادہ ہیں سنانے والے
عاجز کہ جسے چین نہ تھا بستر گل پر
اب چھوڑ کےسب راحت وآرام پڑا ہے

مخدوم مکرم حضرت مولانا سید قاری محمد عثمان صاحب نوراللہ مرقدہ نے اپنے خداد تربیتی ملکہ سے ایک جہان کو بنایا، سنوارا، سجایا اور چمکایا ؛ لیکن سایۂ پدری میں پروان چڑھنے والے ان کے دونوں صاحبزادگان (گرامی قدر عالی مرتبت حضرت مولانا و مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری اور رفیق مکرم حضرت مولانا مفتی سید محمد عفان منصور پوری نے والد محترم کی خوبیوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی بھر پور کوشش کی ہے، اللہ تعالی ان دونوں بھائیوں کو ہر طرح سے صحت و سلامتی عطاء فرمائے اور اپنے والد محترم کے روشن کردار اور ان کی پاکیزہ روایتوں کا امین و ترجمان بنائے، آمین۔

حضرت امیر الہند رحمہ اللہ کی رحلت کا صدمہ صرف ان کے خانوادے ، دارالعلوم دیوبند یا جمعیت العلماء کا تنہا صدمہ نہیں؛ پورے علماء دیوبند اور ملی تنظیموں کا اجتماعی

صدمہ ہے ، وہ صرف مادر علمی یا جمعیت کا متاع گراں مایہ نہیں؛ بلکہ پورے حلقہ دیوبند کا قیمتی سرمایہ تھے، ان کی وفات حسرت آیات ہم تمام کے لئے بڑا خسارہ ہے، ہم سب ایک دوسرے کی طرف سے تعزیت مسنونہ کے مستحق ہیں ،ہاں ! ان کی رحلت بالخصوص جمعیت علمائے ہند اور دارالعلوم دیوبند کے لئے عالم اسباب میں بظاہر ناقابل بھرپائی خلاء ہے؛ کیونکہ ان کی وفات سے ان دو اداروں نے اپنا ایک بے لوث ووفاشعار ہشت پہل ہیرا کھودیا ہے، جس پہ ہم حضرت الاستاذ رحمہ اللہ کے خانوادے کے ساتھ جمعیت العلماء کے ذمہ داران اور مادر علمی کے حضرت مہتم صاحب مدظلہ العالی کو سب سے زیادہ خصوصی تعزیت وتسلی کا مستحق سمجھتے ہیں اور انہیں بطور خاص تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہیں اور دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالی جمعیت العلماء اور دارالعلوم دیوبند کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، اور لواحقین ، محبین ، منتسبین ومعتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے؟

۲۲مئی ۲۰۲۱ روز اتوار